سیرت کانفرنسوں کے لیے لمحہ فکریہ

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

کافی عرصے سے ہمارے ملک میں سیرت کانفرنسیں اور سیرت طیبہ کے نام پر جلسے اور اجتماعات منعقد کرنے کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ خاص طور پر ربیع الاول کے مہینے میں ان کانفرنسوں اور اجتماعات کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے اور ہر شہر اور قصبے میں گلی گلی یہ محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ کچھ عرصے سے سیرت طیبہ کے نام پر ان تقریبات کا اہتمام سرکاری پیمانے پر بھی ہونے لگا ہے، اس غرض کے لیے حکومت کی سطح پر جلسے، کانفرنسیں اور تقریبات منعقد کی جاتی ہیں اور بعض جگہ جلوس بھی نکالے جاتے ہیں۔

اگر نبی رحمت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو صحیح مقصد، صحیح جذبے اور صحیح طریقے سے سننے سنانے کا اہتمام ہوتا تو نہ صرف یہ کہ وہ ہم سب کے لیے باعثِ سعادت تھا بلکہ اس سے ہماری بگڑی ہوئی زندگی کی کایا پلٹ سکتی تھی، سیرت طیبہ کی تو خاصیت ہی یہ ہے کہ اگر اس کو صحیح جذبے اور صحیح طریقے سے سنا اور سنایا جائے تو اس کا ایک ایک واقعہ زندگیوں میں انقلاب برپا کرنے کے لیے کافی ہے۔

لیکن مشاہدہ یہ ہو رہا ہے کہ ہم سالہا سال سے ہر ربیع الاول کے مہینے میں نہایت دھوم دھام سے سیرت کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں لیکن ہماری عملی زندگی میں ان اجتماعات کا کوئی ادنیٰ سا اثر بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ ہماری دینی اور اخلاقی حالت روز بروز گر رہی ہے، ہماری معیشت اور معاشرت بدستور تقلید مغرب کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے اور ہماری ہر نقل وحرکت سیرت وسنت کی اتباع سے مسلسل دور ہٹتی چلی جا رہی ہے۔

سوال یہ ہے کہ جس سیرت طیبہ نے ایک مختصر عرصہ میں صرف جزیرہ عرب ہی کے نہیں، بلکہ پوری دنیا کے اخلاق واعمال، معیشت ومعاشرت، سیرت وکردار اور رہن سہن کے طریقے بدل ڈالے تھے، آج اسی سیرت طیبہ کو سننے سنانے کے باوجود ہماری تباہ حالی میں کوئی فرق کیوں نہیں آتا؟ ذرا غور کیا جائے تو اس سوال کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم سیرت طیبہ کی اصل روح، اس کے حقیقی مقصد اور اس کے تذکرے کے صحیح طریق کار کو چھوڑ کر چند ایسے رسمی مظاہروں اور نمائشی کارروائیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں جن کا نہ صرف دین سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ جو سیرت طیبہ کے احترام وعظمت کے بھی منافی ہیں۔

ان سیرت کانفرنسوں اور سیرت کے جلوسوں، جلسوں میں طرح طرح کی غلطیاں عام ہو چکی ہیں جو نہ صرف

سیرت طیبہ کے مبارک مقصد کو حاصل کرنے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں، بلکہ ان کی موجودگی میں (اللہ بچائے) الٹے وبال کا اندیشہ ہے۔ ان سطور میں انتہائی دردمندی اور دلسوزی کے ساتھ مخلصانہ طور پر اسی قسم کا غلطیوں اور کوتاہیوں کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلانا مقصود ہے، خدانخواستہ اس کا مقصد کسی پر حرف گیری یا طعن واستہزاء نہیں بلکہ یہ تمام مسلمانوں کے لیے ایک ہمدردانہ دعوتِ فکر ہے کہ خدا کے لیے ہم اپنے طرزِ عمل کو شریعت وسنت کے معیار پر جانچ کر دیکھیں ہم سیرتِ طیبہ کے ساتھ کیا سلوک کررہے ہیں؟ اس مقدس نام کو کس کس طرح استعمال کیا جارہا ہے؟ اور اس کے نتیجے میں کہیں ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو متوجہ کرنے کے بجائے خدانخواستہ اس کے وبال کو دعوت تو نہیں دے رہے؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مسئلے پر اخلاص کے ساتھ غور کرنے اور اپنی غلطیوں کے تدارک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۱) سب سے پہلی غور طلب بات یہ ہے کہ ان کانفرنسوں کے منتظمین، مقررین، مقالہ نگار حضرات اور سامعین میں سے کتنے حضرات ایسے ہوتے ہیں جو اس سچی نیت کے ساتھ ان اجتماعات میں جاتے ہوں کہ ان اجتماعات سے کوئی عملی سبق لے کر اس کے مطابق اپنی زندگی کو بدلنے کی کوشش کریں گے؟ کیا ان کانفرنسوں کے بار بار منعقد ہونے کے باوجود مذکورہ حضرات میں سے کسی نے بھی اپنی عملی زندگی، اپنی عادات واطوار، اپنے کردار وعمل، اپنے معمولات، اپنی سیرت وصورت، اپنے طرزِ معاشرت، اپنے لباس، پوشاک اور اپنی وضع قطع، غرض یہ کہ کسی بھی چیز میں سنت کے اتباع کے لیے کوئی تبدیلی پیدا کی؟

انتہائی افسوسناک بات ہے کہ ہم ان سوالات کے لیے جتنا اپنے گریبان میں منہ ڈالیں گے اتنا ہی ان سوالات کا جواب نفی میں ملے گا۔ اب ہمارے سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن اجتماعات کے پیچھے اصلاح کا کوئی جذبہ، کوئی نیت ہی نہ ہو، اور اگر دل کے کسی دور دراز گوشے میں کوئی خفیہ سا جذبہ ہو بھی، تو اسے روبہ عمل لانے کی کوئی کوشش نہ ہو، وہ اجتماعات کیسے کوئی خوشگوار نتیجہ پیدا کرسکتے ہیں؟

اگر ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ سرکارِ دوعالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ بنی نوع انسان کے لیے شرافت انسانیت کا سب سے جامع، دلکش اور مکمل نمونہ ہے تو پھر ہماری سیرت کانفرنسوں کے بے اثر ہونے کی وجہ اس کے سوا نہیں ہوسکتی کہ ان کانفرنسوں کو منعقد کرتے وقت ہماری نیت، ہمارا مقصد، ہمارا جذبہ اور ہمارا طریق کار درست نہیں ہوتا۔ ہم یہ کانفرنسیں اس لیے منعقد نہیں کرتے کہ ان سے کوئی عملی سبق حاصل کریں اور ان کے ذریعے کوئی اصلاحی یا تبلیغی کام لیں، بلکہ ہم ان بددین قوموں کی تقلید میں شامل ہونا چاہتے ہیں جو اپنے مقدس مذہبی پیشواؤں کے نام پر کچھ تہوار منالینا ہی مذہبی شعار سمجھتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ جو زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے آئی تھی اور جس نے صدیوں تک یہ انقلاب پیدا کرکے دکھایا، آج اسی سیرت کے نام پر منعقد ہونے والی یہ زرق برق مجلسیں محض رسمی ہوکر نہ رہ جاتیں۔

(۲) ان کانفرنسوں اور جلسوں کے انتظام واہتمام اور ان کی رسمی کارروائیوں کی تکمیل میں بسا اوقات نمازوں تک کا کوئی خیال نہیں رہتا۔ جماعت کا اہتمام تو درکنار، بعض اوقات انفرادی نمازیں بھی قضا ہوجاتی ہیں اور جس

کانفرنس میں نماز جیسا دین کا اہم ستون منہدم کر دیا جائے، اس کا سیرت وسنت سے کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ اس پر کیسے اللہ کی رحمتیں نازل ہوسکتی ہیں؟ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسے اجتماع سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک خوش ہو جائے؟

(۳) سیرت طیبہ کے مقدس نام پر منعقد ہونے والے ان اجتماعات میں بعض اوقات کھلے بندوں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، مردوں کے ساتھ عورتیں بھی ایک ہی اجتماع میں بے حجاب، بے پردہ اور زینت و آرائش کے ساتھ، بلکہ بعض وقت نیم عریاں لباس میں ملبوس ہو کر شریک ہوتی ہیں، غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جس مجلس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام وارشادات کی ایسی کھلی نافرمانی کی جارہی ہو اور جس میں نامحرم مرد اور عورت بے محابا سامنے آ کر ایسے کھلے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کررہے ہوں، اس کو سیرت وسنت کے ساتھ منسوب کرنا سیرت و سنت کے ساتھ، غیر شعوری طور پر ہی سہی، ایک مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟

(۴) عام طور سے حکومتی سطح پر سیرت کی جو کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں، ان کے لیے جگہ ایسی منتخب کی جاتی ہے جہاں عام سامعین پر بھی نہیں مار سکتے، ان مقامات پر داخلہ صرف دعوت ناموں کے ذریعے ہوتا ہے اور یہ دعوت نامے بھی عموماً ''بڑے لوگوں'' کو جاری کیے جاتے ہیں، حالانکہ سیرت وسنت کا پیغام کسی خاص طبقے کے ساتھ مخصوص ہونے کے بجائے تمام مسلمانوں کے لیے عام ہونا چاہیے۔

(۵) عموماً ایسی کانفرنسوں میں مقالات کے لیے موضوع ایسا منتخب کیا جاتا ہے جس کا عملی زندگی کی اصلاح سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، بلکہ وہ نری علمی نکتہ آفرینی کی حد تک محدود ہوتا ہے، حالانکہ یہ ٹیٹھ علمی نکتہ آفرینیاں بہت سے غیر مسلم مستشرقین بھی کرتے ہیں، ایک مسلمان کے لیے سیرت طیبہ کوئی فلسفہ نہیں، بلکہ ایک راہ عمل ہے اور بنیادی اہمیت اس راہ عمل پر چلنے کو حاصل ہے لیکن سیرت کا یہ پیغام عموماً کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں ہوتا۔

(۶) اس قسم کی کانفرنسوں میں عموماً مقالہ نگاروں کو بھی دس دس منٹ کے مختصر وقت کا پابند بنا دیا جاتا ہے، یہ بھی سیرت طیبہ کے ساتھ ایک رسمی خانہ پری ہے ورنہ اس مختصر وقت میں کسی ایک شخص کو بھی سیرت وسنت کے بارے میں کوئی موثر یا نتیجہ خیز بات کہنے کا موقع نہیں مل سکتا۔ حالانکہ مقالہ نگاروں کی تعداد بڑھانے کے بجائے پیش نظر یہ ہونا چاہیے کہ جو بھی مقالہ پیش ہو یا جو بھی تقریر کی جائے وہ موجودہ وقت کے تقاضوں کے مطابق عملی طور پر مؤثر اور مفید ہو۔

(۷) ایک ستم یہ بھی ہے کہ ان اجتماعات میں شریک ہونے والے بہت سے حضرات اس مقدس موضوع کا بھی احترام نہیں کرتے جس کے لیے یہ اجتماع منعقد ہوا ہے۔ چنانچہ بسا اوقات مقررین اور سامعین اس مقدس اجتماع میں بھی غیر شرعی لباس پہن کر شریک ہوتے ہیں، اسٹیج کی وضع، کرسیوں کی ہیئت اور نشست کے انداز میں بھی سنت سے قریب ہونے کے بجائے دشمنان اسلام ہی کی نقالی کی جاتی ہے، دعوت نامے انگریزی میں جاری ہوتے ہیں، مقالے انگریزی میں پڑھے جاتے ہیں، محفل سیرت کو انگریزی وضع پر سجایا جاتا ہے، اگر محفل کے دوران یا بعد کچھ

کھانے پینے کا انتظام ہوتو اس میں بھی مسنون طریقوں کو چھوڑ کر انگریزی طریقہ اپنایا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی شخص ایسی محفلوں میں مسنون طریقہ اختیار کرنا بھی چاہیے تو اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں رکھی جاتی۔ غرض ان جلسہ گاہوں میں آرائش وزیبائش سے لے کر شرکاء کی وضع قطع اور قول وفعل کے انداز تک کسی بھی چیز میں اتباع سنت کی کوئی جھلک نظر آنے کی بجائے ہر چیز پر مغربیت کا تمغۂ امتیاز نظر آتا ہے۔

کاش! کہ جس ذات عالی صفات کی سیرت پر یہ سارا زبانی جمع خرچ کیا جاتا ہے اس کے اسوۂ حسنہ کو علم وعمل، اخلاق وکردار اور تہذیب ومعاشرت کے دائرے میں عملی طور پر اپنانے کی بھی کسی بندۂ خدا کو توفیق ہو جائے۔

(۸) سیرت طیبہ کے موضوع پر جو عوامی جلسے منعقد ہوتے ہیں ان میں اگرچہ مذکورہ بالا مفاسد کم ہوتے تھے لیکن اب ان جلسوں میں بھی یہ مفاسد بڑھتے جارہے ہیں۔ نمازوں کا نقصان، منتظمین اور مقررین کی غیر شرعی وضع و قطع، آرائش وزیبائش پر فضول اخراجات وغیرہ، ان جلسوں میں بھی اب نمایاں ہورہے ہیں۔

(۹) ان جلسوں میں کی جانے والی تقریروں کا انداز بھی اب ایسا ہو گیا ہے کہ ان سے سننے والوں کو عملی فائدہ حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے اکثر ان جلسوں میں فرقہ وارانہ بحثوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور ان بحثوں کے دوران مخالف فرقوں پر طعن وتشنیع بلکہ بعض اوقات دشنام طرازی بھی کی جاتی ہے کبھی شخصیات کو موضوع بنا کر ان پر طنز وتعریض کے نشتر چلائے جاتے ہیں اور زیادہ تر توجہ اس طرف رہتی ہے کہ تقریر زیادہ سے زیادہ دلچسپ اور لچھے دار ہو لیکن سامعین کو کوئی عملی پیغام دینے کی طرف توجہ نہیں ہوتی بلکہ بعض دو دو تین تین گھنٹے کی تقریروں کا تجزیہ کیا جائے تو سیرت طیبہ کا عنصر آٹے میں نمک سے زیادہ نہیں ہوتا۔

(۱۰) قیامت بالائے قیامت یہ ہے کہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام پر اب بڑے بڑے جلوس نکالے جاتے ہیں جن کے شور کے آگے مساجد کی اذانیں بھی پست ہو جاتی ہیں، مسجدیں خالی پڑی ہوتی ہیں اور سڑکوں پر ہنگامہ آرائی ہوتی ہے جگہ جگہ خانہ کعبہ اور روضہ مبارک کی شبیہیں بنائی جاتی ہیں اور ناواقف مرد اور عورتیں ان پر نذرانے پیش کرتے ہیں، منتیں مانتے ہیں ان جاہلانہ رسموں کا نہ صرف یہ کہ دین سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ تمام باتیں دین کو لہو ولعب کا ذریعہ بنانے کے مترادف ہیں اور ان سے پرہیز کرنا انتہائی ضروری ہے۔

(۱۱) ماہ ربیع الاول کے دوران ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خلاف شریعت پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں، غضب بالائے غضب یہ کہ نوجوان عورتیں برہنہ سر، غیر شرعی لباس میں ملبوس بزعم خود بڑے جذبہ تقدس کے ساتھ حمد ونعت ترنم اور خوش گلوئی کے ساتھ سامعین کے سامنے بے محابا پیش کرتی ہیں اور بعض مرتبہ اس کے ساتھ ساز اور موسیقی کو بھی شامل کیا جاتا ہے حالانکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکامات ان کے گناہ کبیرہ ہونے پر ناطق ہیں۔

(۱۲) یہ بھی مشاہدے میں آرہا ہے کہ سڑکوں پر ایک طرف تو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد ہورہے ہیں اور دوسری طرف گردوپیش کے مکانوں اور دکانوں پر ریڈیو، ٹیپ ریکارڈوں کے ذریعے راگ راگنی کے

مختلف فحش پروگرام با آواز بلند نشر کیے جارہے ہیں یہ ہماری بے حسی نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ ہماری ان سنگین بدعنوانیوں میں سے چند کی ایک مختصر فہرست ہے جن کا ہم آج کل سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام پر کھلے بندوں ارتکاب کررہے ہیں، خدا کے لیے ہم اپنی جانوں پر رحم کرکے ان مفاسد کے سدباب میں لگ جائیں ورنہ خدا جانے سیرت طیبہ کی یہ بے حرمتی ہمیں تباہی کے کس غار میں لے جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ فی زمانہ عام مسلمانوں کے عقائد، اعمال درست کرنے کے لیے کوئی ذریعہ ہی نہیں ہے نہ تعلیم گاہوں میں کوئی خاص انتظام ہے اور نہ علماء کے وعظ وتلقین کا کوئی سلسلہ ہے پھر دینی مطالبات پورے نہیں ہوتے تو پھر عوام جس روش پر بھی پڑ جائیں ان کے لیے ہزاروں راستے گمراہی کے کھلے ہوتے ہیں۔

اس معاملہ میں کچھ باتیں تو حکومت کے کرنے کی ہیں، حکومت اپنے اقدار اور اختیارات سے منکرات، فواحشات شرعیہ کو روک سکتی ہے اور سب سے زیادہ ذمہ داری علماء، صلحاء کی ہے وہ ایسے طریقے تبلیغ واصلاح کے اختیار کریں جو تقاضائے وقت کے لحاظ سے مؤثر ہوں اور پھر بہی خواہان قوم وملت مسلمانوں کی تمدنی ومعاشرتی زندگی کی اصلاح کے لیے اپنی تقریروں اور تحریروں سے کام لیں اور سیرت کانفرنسیں مسلمانوں میں نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا احیاء کریں تاکہ مسلمانوں میں شعور دینی بیدار ہوتا رہے، اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کی بیداری کے لیے مختلف جماعتوں اور صحافت کے ذریعہ سے دین کی اشاعت کا کام ہورہا ہے مگر وہ اس قدر محدود اور غیر مؤثر ہے کہ خاطر خواہ نفع نہیں معلوم ہوتا، وجہ اس کی یہ ہے کہ اس دور حاضر کا سب سے خطرناک فتنہ نشر واشاعت کے آلات ہیں، ریڈیو، ٹیلی ویژن کے حیاسوز وفحش لٹریچر کی اشاعت ملک وقوم کی اخلاقی وتمدنی زندگی برباد کررہے ہیں اور ان کا انسداد بہت اہم ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! اپنے محبوب نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرمایئے، ہم لوگ جو اپنی نادانی اور بے علمی کی وجہ سے آزادانہ طور پر شعور وشعائر اسلام سے بےگانہ ہوتے چلے جارہے ہیں اور ہم نے تہذیب حاضرہ کے دلکش معاشرہ سے مغلوب ہوکر صراط مستقیم سے ہٹ کر مغضوبین اور ضالین کی سرحد میں قدم ڈال رہے ہیں۔ یا اللہ! ہم کو محض اپنے فضل وکرم سے رشدوہدایت عطا فرماکر پھر صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمایئے اور ہم کو دنیا وآخرت کے خسارہ اور بربادی سے بچالیجیے۔ مسلمانوں کے خواص وعوام میں جذبہ ایمان بیدار فرمادیجیے اور اصول اسلام پر کاربند ہونے کی توفیق راسخ عطا فرمایئے اور اشاعت دین متین کے ذرائع ووسائل آسان اور مؤثر بنادیجیے۔

ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔

اللهم انا نسئلك من خيرما سئلك نبيك محمد صلى الله عليه وآله وسلم۔

☆☆☆